ضعیفوں کے حقوق (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

پرویز حیدر نوناری، ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنۃ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Abstract:

Not any religion has profvided the kind shelter to older more than Islam. Holy Prophet Muhammad (PBUH) Himself and the caliphs of Islam always cared about them. Once the second caliph Hazret Umar saw a jewish old man begging in the bazar.The caliph went to him and dealt with him very kindly and asked the reason of begging (in Islamic preaches to beg to other than Allah is not less than a curse).

The bagger told to the caliph that he had no money to pay his poll tax (Jizya). Hazrat Umar got stunned to hear him. The caliph immediately wrote to the administrator of Bait-ul-Maal.

"We already have taken a lot from his youth and now it is a time to pay him back. Exempt him from the payment of poll tax and also issue him some allowance/pension on regular basis."

Islam has not only given the rights to old citizens but also has secured the rights of children, ladies, plants, trees and the animals as well, even the trees are forbidden to be cut without need. Quran doesn't allow us to speak in a louder tone with the old parents. Islam has introduced the rights from infancy till death. Islam has not left alone the old persons, helpless, and the poor too, but the westerns show the way of old houses to their old people. I wish Islam could be implemented in its true manner in Pakistan only when Pakistan would become an ideal state. The council of Islamic Ideologies continuously sends its recommendations to the government of Pakistan for the better Islamic implementations in Pakistan.

انسان کائنات کی جان ہے۔رب ذوالجلال نے اسے اشرف المخلوقات بنا کر اس کائنات کی زینت بنایا ہے اور کائنات کی ہر شئے اس کے تابع کر کے اسے عزت وعظمت کا مینار عطا فرمایا ہے۔انسان کو کائنات میں بسنے والی تمام

مخلوق سے بزرگ و برتر بنایا اور اسے اپنا نائب مقرر فرمایا ہے۔ یہی شرف انسان کو دیگر مخلوق سے ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔

انسان کے عز و شرف کے بارے میں فرمانِ عالی شان یوں ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً(۱)

اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں رزق دیں اور ان کو اپنی بہت سی مخلوق سے افضل کیا۔(۲)

عبدالماجد دریابادی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''انسان بجائے خود ایک معزز مکرم ہستی ہے اور بیشتر مخلوقات سے افضل، یہ تو نصِ قرآنی ہی سے ثابت ہو گیا، لیکن بعض نے کثیر کو کل کے معنی میں لے کر انسان کو حق تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہونے پر بھی استدلال کیا ہے۔''(۳)

رب تعالیٰ نے انسان کو اس قدر شرف و عزت عطا فرمائی، اس کے بعد اسے مزید شرف یہ بخشا کہ اسے مسلمان بنایا اور اسلام جیسا عظیم مذہب بخشا جو کہ خود اس رب کا پسندیدہ دین ہے، جیسا کہ اس کا فرمانِ عالی شان ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (۴)

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔(۵)

اس کے بعد انسان کو رب تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ اسے بزرگی عطا فرمائی۔ یعنی اسے معاشرے میں بہ لحاظ علم و حلم و عمر، باعثِ شرف و تعظیم بنایا اور معاشرے میں اسے ایک معزز مقام اور عالی شان مرتبہ عطا فرمایا۔

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے انسان کو اس کی بزرگی کے سبب عظمت عطا فرمائی اور اس کی سینیارٹی کی بنیاد پر اسے قابلِ تکریم بنایا۔ معاشرے میں اسے مقام شرف عطا فرمایا۔ بلاشبہ انسان مسلمان کے روپ میں ہو یا مومن کے، اس کی تکریم محض دو بنیادوں پر ہے۔ اوّل مسلمان ہونا اور دوم، اسکا بزرگ ہونا، لیکن اس کے مابین ایک اور بھی شرف انسان کو عطا کیا گیا ہے، اور وہ ہے اس کا متقی ہونا۔

انسان کا مسلمان ہونا کس قدر باعثِ تکریم ہے، ملاحظہ فرمائیں، فرمانِ رب ذوالجلال:

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيّاً وَلاَ نَصْرَانِيّاً وَلَكِن كَانَ حَنِيفاً مُّسْلِماً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.(٦)

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔(۷)

اور پھر انسان کا متقی ہونا کس قدر باعثِ تعظیم ہے، ملاحظہ ہو:

قرآنِ کریم میں ربِ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا اس کتاب کے بارے میں جو دنیا بھر کے عام لوگوں کے لئے تا قیامت ہدایت ورہنما ہے کہ:

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (۸)

اس میں ہدایت ہے ڈرنے والوں کے لئے۔(۹)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. (۱۰)

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔(۱۱)

مذکورہ بالا نصوص قرآنیہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ رب کائنات نے انسان کو صاحبِ تکریم بنایا اور اسے صاحبِ تعظیم کے مرتبے پر فائز کیا۔ اس کے اسلام پسند ہونے اور اس کے متقی ہونے کی بنیاد پر۔ یہ اعزاز و مرتبہ حضور نبی کریم نے بھی برقرار رکھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کے نام انسانی حقوق و فرائض کے آخری اور دائمی پیغام میں، جسے تاریخ انسانی اور حقوقِ انسانی کے تمام منشورات و دستاویزاتِ حقوق پر تاریخی لحاظ سے شرفِ اوّلیت حاصل ہے اور جو ابدی فوقیت اور عملی حقیقت کا آئینہ دار ہے اور جسے بلاخوف و تردّد تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا منشور انسانی حقوق "Declaration of the Rights of Man" اور ظلمت کدۂ عالم سے انسان دشمنی، بدامنی، ناانصافی، جبر و تشدد اور استحصال و استبداد کے خاتمے پر مبنی نظامِ فلاح، یعنی عالم کے لئے عالمی نظام (New World Order) ہونے کا شرف حاصل ہے اور جسے آپ ﷺ نے ایک لاکھ تیس ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان کھڑے ہو کر پیش کیا۔(۱۲) اور دنیا آج بھی آپ ﷺ کے اس منشورِ انسانیت کو ''خطبۂ حجۃ الوداع'' کے نام سے جانتی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. ان اللّٰہ علیم خبیر، ولیس لعربی فضل علی عجمی، ولا لعجمی فضل علی عربی ولا اسود علی احمر ولا احمر علی اسود الا بالتقویٰ. (۱۳)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ، بڑا دانا اور بڑا ہی باخبر ہے، نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر برتری حاصل ہے اور نہ ہی کوئی عجمی کسی عربی پر فضیلت رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی سیاہ فام کسی سرخ فام پر فوقیت رکھتا ہے اور نہ کوئی سرخ فام کسی سیاہ فام پر، جان لو کہ فضیلت و برتری کا معیار صرف اور صرف تقویٰ پر ہے۔

۶۳۲ء بمطابق ۱۰ھ کو یہ خطاب عام دنیا کی اوّلین اسلامی ریاست مدینہ کے بانی، ہادی و رہنما اور سربراہ کا اپنی اس رعایا سے تھا جو اس وقت اس روئے زمین کے سب سے معزز و معتبر ترین لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے ریاستِ اسلامیہ میں ہر سطح کے افراد کے حقوق کا تعین فرمایا، جس میں وہ ضعیف، بزرگ، لاچار و بے یارو مددگار لوگ شامل تھے جن کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا اور وہ بھی شامل تھے اور ان بزرگوں کا حق بھی متعین فرمایا جو ریاست کا اعتبار تھے، جنہیں رب تعالیٰ نے تقویٰ کا عز و شرف عطا فرمایا تھا۔ دراصل اسلامی ریاست کا مقصد ہی اللہ کے نظام کا نفاذ ہے اور جہاں قرآن و شریعت کی عمل داری ہو، وہاں کسی کا حق نہیں مرتا اور نہ ہی مارا جاتا ہے۔ اسلام نے بزرگوں کے حقوق کا واضح طور پر حق متعین فرمایا ہے۔

اسی طرح دنیا کے اوّلین مثالی دستور انسانی جو دنیا کی اوّلین اسلامی ریاست کے نام پر ''میثاقِ مدینہ'' سے معروف ہے اور جو دنیا کا پہلا تحریری دستور ہونے کا شرف رکھتا ہے اور اسے یہی شرف دنیا کے دیگر دساتیر سے ممتاز بناتا ہے اور پھر یہ کائنات کے افضل ترین اور خدا کے مقرب ترین بندے اور اس کے دستِ اقدس کا کمال ہے، جس میں حیاتِ انسانی کو امر کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے ریاست مدینہ کے اسلامی دستور کے طور پر نافذ فرمایا اور مسلم و غیر مسلم رعایا کے حقوق کا اس میں تحفظ فرمایا۔

اس میثاق کے تحت آئینی و دستوری پابندی کو اُمتِ مسلمہ کا خاصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے آرٹیکل ۲۴ میں درج ہے کہ:

وَاِنَّ الْمُومنین المتقین علی احسن هدی و اقومه. (۱۴)

اور بلاشبہ ایمان اور تقویٰ والے سب سے اچھے اور سیدھے راستے پر ہیں۔

اسی طرح آئین ریاستِ مدینہ میں رنگ و نسل اور جنس کے امتیاز کے بغیر انسانی حقوق کی واضح اور یقینی طور پر ضمانت دی گئی ہے، ملاحظہ کیجئے۔ آرٹیکل ۱۶، ص ر ۱۳۰، میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ، از: ڈاکٹر طاہر القادری۔

مذکورہ بالا سیاق و سباق سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست میں، جہاں قوانین شریعت کا نفاذ ہو اور حکمران و عوام دونوں اللہ سے ڈرنے والے یعنی خشیتِ الٰہی کا مظہر ہوں، تو وہاں ضعیف و جوان، مرد و زن، بچہ و نوعمر، سب کے حقوق متعین ہیں۔ حضور نبی ﷺ ضعیفوں اور بوڑھوں کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ صوبوں کے گورنرز کی تقرری اور جہاد کے لئے لشکرِ اسلامی کی روانگی کے وقت سربراہ لشکر کو اس بات کی خاص ہدایت دیتے تھے کہ ضعیفوں، خواتین اور بچوں کے قتل سے باز رہا جائے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاتقتلوا شیخاً فانیاً، ولا طفلاً، ولا امراۃ ولا تغلوا۔ (۱۵)

عمر رسیدہ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا اور نہ مالِ غنیمت سے کوئی چیز چھپا کر خیانت کرنا۔

آیت کا یہ فرمانِ عالی شان اس بات پر دال ہے کہ ضعفا و کراۃ و جیان قابل عفو ہیں اور انہیں جینے کا حق شریعت نے دیا ہے۔ رعایا ہونے کی صورت میں ان کی حفاظت بھی ریاست کے قوی افراد پر لازم ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے اپنی تحقیق" **العلاقات الدولیة فی الاسلام (مقارنة القانون الدولی الحدیث)**" میں، ص ۹۷ پر حضور ﷺ کی کئی احادیث اس حوالے سے نقل کی ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ضعیفوں، بزرگوں اور نحیف ونزار لوگوں کے حوالے سے جو احکامات وارد ہیں، ان میں والدین کو بھی ضعفاء میں شمار کیا گیا ہے اور اولاد کو ان سے ہمدردی و عاجزی اور صلہ رحمی سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو، قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً (۱۶)

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھائے نرم دلی سے اور عرض کرکے کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹ پن (بچپن) میں پالا۔(۱۷)

آیت مذکور میں ضعیف افراد بالخصوص والدین سے کس رونے اور کس مزاج وطبیعت کا اظہار کرنا چاہیئے، درج ذیل حکم بیان کیئے گئے ہیں۔

۱۔ اچھا سلوک کرو۔
۲۔ ان سے اُف نہ کرو۔
۳۔ ان کی بات پر ہوں نہ کرو۔
۴۔ انہیں جھڑکو مت۔
۵۔ ان کی تعظیم کرو۔
۶۔ ان سے عاجزی سے پیش آؤ۔
۷۔ اپنا بازو ان کے لئے نرم کرو۔

۸۔ زبان اور ہاتھ کو قابو رکھو۔

۹۔ ان کے عزت و مرتبہ کو ملحوظ رکھو۔

۱۰۔ ان کی بات بغور سنو۔

۱۱۔ اپنا رویہ، لب ولہجہ نرم رکھو۔

۱۲۔ ان کے لئے رحم کی دعا کرو۔

۱۳۔ اپنے بچپن کو یاد کرو۔

۱۴۔ ان کے بچپن کا خیال کرو۔

۱۵۔ حسنِ سلوک اور حسن عمل کا پاس کرو۔

جس معاشرے میں اس کے ضعفاء ونزار لوگوں کے لئے ان احکام قرآنیہ کا اطلاق ہو جائے، لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ معاشرہ دنیا کا بہترین معاشرہ اور وہ ریاست، دنیا کی بہترین اور وہ عوام، دنیا کی بہترین رعایا بن جائے، لیکن آج تو صورتحال یہ ہے کہ اب تو اسلامی ممالک میں بھی اولڈ ہاؤسز (بوڑھوں کے مراکز) کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور والدین ہوں یا معاشرے کے نادار وضعیف افراد، انہیں ان بوڑھے گھروں کی زینت بنا کر خود کو ان کی معاشرتی ذمے داریوں سے بری الذمہ کر لیا جاتا ہے۔ اہلِ مغرب کا عطا کردہ بوڑھے لوگوں کا مرکز ضعیف افراد کے لئے قیدِ تنہائی سے کم نہیں ہے۔

عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ:

''دنیا میں اس سطح ارض پر ایسی ایسی مہذب وشائستہ قومیں بھی گزری ہیں، جن کے ہاں دستور یہ تھا کہ جب والدین بوڑھے ہو کر قوم کے لئے بے کار بلکہ اس پر ایک بار ہو جاتے تھے تو سعادت مند صاحبزادے انہیں لے جا کر کسی سنسان پہاڑی وغیرہ پر چھوڑ آتے تھے کہ وہیں پڑے پڑے مر جائیں یا کسی جنگلی جانور کی غذا بن جائیں۔''(۱۸)

آج صورتحال یہ ہے کہ جنگیں اندھی لڑی جاتی ہیں۔ جدید ترین ٹیکنالوجی کے حصول اور منفرد کمپیوٹرائزڈ، خودکار آلاتِ حرب کی تکنیک حاصل کرنے اور بنانے کے باوجود بھی جنگوں میں ضعفاء وخواتین اور بچوں کی ہلاکت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ ڈرونز کو جدید آلات حرب کیا جاتا ہے، لیکن اس کی ہلاکتیں بھی اندھی ہوتی ہیں اور اس کا شکار زیادہ تر ضعیف افراد ہی ہوتے ہیں۔

اہلِ مغرب نے تو ضعیف افراد کو سینئر سیٹیزن کا درجہ دے کر اپنے آپ کو تمام ذمے داریوں سے بری الذمہ کر

لیا ہے اور ان کے لئے آبادی سے دور (Old Houses) بنا کر ان سے جان چھڑانے کا طریقہ ڈھونڈ لیا ہے، اس بات کا لحاظ کیے بغیر کہ ان بزرگوں کے ان پر کیا کیا احسانات ہیں۔

روس، امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی و دیگر ترقی یافتہ ممالک (مادّی طور پر) میں آج بھی ضعیف افراد کو اشیائے خورد و نوش اور سرکاری امداد کے حصول کے لئے طویل قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ وہاں بوڑھے لوگ دھرتی پر بوجھ، قومی سطح پر بوجھ اور معاشی طور پر حکومت پر بوجھ تصور کئے جاتے ہیں، لیکن اس کے برعکس اسلام انہیں باعزت طور پر ریاست کا قابلِ احترام فرد تصور کرتا ہے اور اسلامی تعلیم میں انہیں قدرت کی نعمت اور تحفہ تصور کیا جاتا ہے۔ جب مرد کے بالوں میں چاندی اُتر آئے تو اسے معاشرے کا معزز فرد جانا جاتا ہے۔

بوڑھے لوگ جو ایک جہاں دیدہ لوگ ہوتے ہیں، ان کا علم اور تجربہ نئی نسل کو جن مشاہدات و معاملات سے آگاہ کرتا ہے، وہ نصابی کتب کے علوم سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ کتابیں صرف علم دیتی ہیں، تجربہ و مشاہدہ نہیں، جب کہ ضعیف العمر لوگ علم کے ساتھ ساتھ مشاہدہ اور تجربہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ ہی میں نہیں بلکہ خلفائے راشدین علیہم الرضوان بھی معاملات ریاست و حکومت اور علم و عمل میں کبار صحابہ کرامؓ سے مشورہ و راہنمائی لیتے اور ان کی فہم فراست سے مستفید ہوتے تھے۔

موجودہ دور میں بھی ضعفاء کی حیثیت و حقیقت اسی طرح برقرار ہے، لیکن آج نوجوان نسل از خود عقلِ کل بنی ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ معاملات ریاست حکمرانوں کے ہاتھوں ڈانواڈول ہے اور ریاست دہشت گردی، طالبان گردی، بھتہ و رشوت اور دیگر گروپوں کا شکار ہے۔ اگر حکمران تجربہ کار لوگوں کو اپنی شوریٰ میں جگہ فراہم کرے اور ان کے تجربات سے فیض اُٹھائے تو ملکی ترقی اور معاشرتی فلاح میں تیزی و تبدیلی ممکن ہے۔

ضعیفوں کی کفالت کی ذمہ داری ریاست کی ہے۔ اس کے لئے حاکم ریاست جواب دہ ہے۔ زکوٰۃ، عطیات، فطرات، بیت المال وغیرہ سے ان کی کفالت کی جائے گی، لیکن یہاں افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ زکوٰۃ و فطرات اور بیت المال سے سیاسی ورکروں کی پرورش کی جاتی ہے۔ مستحق افراد کو محض تین سو روپے کی رقم دے کر بے منفعت کیا جاتا ہے، جب کہ اس رقم سے پلنے والے سرکاری افسر ہزاروں میں تنخواہیں، لاکھوں میں مراعات اور کرپشن کے ذریعے کروڑوں روپے کماتے ہیں۔ غریب، نادار، یتیم، مسکین، بیوائیں اور ضعیف افراد کو لمبی لمبی قطاروں میں دھکے کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ حکومتیں اپنے سیاسی ورکروں کو نوازنے کے لئے نت نئے فنڈز تو قائم کرتی ہیں، ساتھ ہی بیت المال اور زکوٰۃ کی رقم پر بھی ہاتھ صاف کرتی ہیں۔ اس طرح معاشرے کے ضعیف افراد مزید ضعیفی کے قعر میں جا گرتے ہیں۔

بقول شاعر:

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اس شعر کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ضعیف العمر افراد جو کہ کسی بھی معاشرے کا حسن ہوتے ہیں، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جرمِ ضعیفی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ پینشن لینی ہو، یا زکوٰۃ، بیت المال سے گزارا الاؤنس لینا ہو یا کوئی اوراشیائے ضرورت، انہیں سب سے آخری سطح پر رکھا جاتا ہے، جب کہ ہونا یہ چاہیئے کہ ان الاؤنسز اور زکوٰۃ واخراجات، ان کے گھر، ان کے دروازے پر انہیں فراہم کرنا چاہیئے۔ سرکاری سطح پر محض یہ کہہ دینا کہ اولڈ ایج بینیفٹ (OBI) سے معمولی رقم دے کر کے انہیں کوئی سہولت نہیں دی جارہی، اس سے زیادہ خرچہ ان کا افسروں کو رشوت کھلانے، بسوں میں دھکے کھانے اور لائن میں گھنٹوں لگنے سے ہو جاتا ہے۔ تین ہزار کی رقم وصول کرنے کے لئے پانچ ہزار روپے رشوت مانگی جاتی ہے۔ تین سو روپے زکوٰۃ لینے کے لئے پانچ سو روپے رشوت طلب کی جاتی ہے۔ یہ اعلان بھی حکومت کا محض ڈھونگ ہی ثابت ہوا کہ ستّر سال کے افراد کو مفت سفری سہولت فراہم کی جائے گی۔ یہ سب سیاسی اعلانات ہیں، جن سے حکمران صرف اپنی ساکھ خراب کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مستحقین زکوٰۃ کو ان کے دروازے پر زکوٰۃ کی رقم پہنچائی جاتی تھی، حالانکہ ان کا ریاستی رقبہ اس وقت دس لاکھ مربع میل پر مشتمل تھا، جب آمد و رفت کے کوئی خاص ذرائع بھی میسر نہ تھے۔ آج تین لاکھ مربع میل کی اسلامی جمہوریہ میں جس میں آمد و رفت کے جدید ترین ذرائع حاصل ہیں، اس پر ضعیف افراد ان سہولتوں سے محروم ہیں جو بنیادی ضروریات کا درجہ رکھتی ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ بات قابلِ توجہ ہے۔

دراصل ہم آج مادّہ پرست ہو گئے ہیں۔ ہمارا مطمع نظر محض اقربا پروری ہے۔ ہم حاکم وحکمران تو ہیں، لیکن اس کے بنیادی اصولوں سے ناواقف ہیں۔ ہمارا معاشرہ، ہماری ریاست جدید ترین، ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ تو ہے، لیکن ہم عملاً محض گفتار کے غازی ہیں۔ جب تک ہم کردار کے غازی نہیں بنیں گے، نہ تو ہم معاشرتی طور پر ترقی کر سکیں گے اور نہ ہی شرعی طور پر خود کو مومن بنا سکیں گے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو سہولت کا درس دیتا ہے، راہ میں کانٹے بچھانے کا نہیں، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ضعیف افراد جو معاشرے کا عظیم اور ضخیم وقدیم حصہ ہیں، ان کی خدمت کر کے ان سے کامیاب زندگی گزارنے کے گُر سیکھے جائیں اور خود کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے متقی، عالم اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ یہی دین کا مطمع نظر اور اسلام کا پیغام ہے۔ معاشرے میں سدھار بزرگوں اور ضعیفوں کو عزت دینے سے ہی ممکن ہے نہ کہ ان کو پیچھے دھکیلنے سے۔ معاشی ترقی کو ترقی گردانتا محض حماقت ہے، اصل ترقی کردار اور عملی زندگی کی اصلاح ہے جو کہ شرعی اصولوں پر عمل سے ہی ممکن ہے۔

قبل از اسلام یہ دنیا ظلم وجبر، تاریکی وگمراہی اور جاہلیت ورذالت کی دلدل تھی، لیکن محسنِ انسانیت ﷺ نے اس کائنات کو اپنے وجودِ مسعود، قدومِ لزوم سے نور کا گہوارہ بنا دیا۔ آپ ﷺ کی برکات سے، آپ ﷺ کے دین متین

اسلام نے، آپ ﷺ کے قوانین وفرامینِ شرعیہ نے شرفِ کائنات، اشرف المخلوقات، انسانوں کو بالخصوص بوڑھوں اور عورتوں کو کائنات کا، معاشرے کا حسن قرار دیا اور وہ مقام عطا فرمایا جو اسلام سے قبل کسی دین نے، کسی مذہب نے نہیں دیا تھا۔ دینِ اسلام میں ہر نفس کا حق متعین کیا گیا ہے۔ شیر خوار بچے سے لے کر مُردہ (میت) تک کے حقوق اسلام نے عطا کیئے ہیں۔ عورت کو اس کے ہر روپ میں، ماں، بیٹی، بیوی، بیوہ اور مرد کو باپ، بھائی، بیٹا اور بچے، شیر خواری، جوانی اور بڑھاپے تک کے حقوق عطا کیے گئے۔ معاشرے میں اس کی معاشرتی زندگی، مساجی حیثیت، سیاسی و مذہبی آزادی اور معاشی حقوق کا تعین کیا گیا ہے، یہی نہیں بلکہ جنگ و جدل کی صورت میں بھی قیدیوں، عورتوں، مردوں اور بچوں بالخصوص ضعیفوں کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔

اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مفتوحین سے متعلق نہایت روح فرسا، ظلم و جبر سے پُر قوانین وفرامین پائے جاتے ہیں۔ عہدِ جاہلیت کی جنگی تاریخ اور ان کے نظریاتِ جنگ کے تاریخی وتہذیبی مطالعے سے ان کی قلعی کھل جاتی ہے۔ مثلاً ہندومت میں ان کی معروف مذہبی پوتھی، یجروید (Yajur Veda) کی تعلیم کا خلاصہ سوامی دیانند جی کے الفاظ میں یوں مرقم ہے۔

۱۔ دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلادو۔ (۱۹)

۲۔ دشمنوں کے کھیتوں کو اُجاڑ دو، گائے، بیل اور لوگوں کو بھوکا مار کر ہلاک کر دو۔ (۲۰)

۳۔ جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے، اسی طرح دشمنوں کو تڑپا تڑپا کر مارو۔ (۲۱)

یہ تعلیم بلا تخصیص جنس ہے یعنی اس میں مرد و زن، بچے و بوڑھے کی کوئی تمیز نہیں ہے، سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا۔ اسی طرح ایران جنگ اور مفتوحین کے متعلق بائبل (انجیل) کی تعلیمات ملاحظہ ہوں:

۱۔ جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو، تُو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر ڈالنا۔ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو کھانا۔ (۲۲)

۲۔ یشوع کے متعلق آتا ہے اور انہوں نے ان سب کو جو اس شہر میں تھے، کیا مرد، کیا عورت، کیا جوان، کیا بڈھے، کیا بیل، کیا بھیڑ اور گدھے، سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا۔ (۲۳)

۳۔ ساؤل کو حکم ہوا، سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے، سب کو بالکل نابود کر دے اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت، ننھے بچے اور شیر خوار، گائے، بیل اور بھیڑ بکریاں، اونٹ اور گدھے، سب کو قتل کر ڈال۔ چنانچہ ساؤل نے لوگوں کو جمع کیا اور طلائم میں ان کو گنا، سو وہ دو لاکھ پیادے اور یہودا کے دس ہزار مرد تھے،

اور ساؤل عمالیق کے شہر آیا اور وادی کے بیچ گھات لگا کر بیٹھا۔(۲۴)

اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں بھی بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک روا رکھا گیا، ملاحظہ ہو:

۱۔ ایران جنگی کو جب قتل کرتے تو چھوٹے بچوں اور عورتوں کو بھی ان کے ساتھ ہی قتل کرتے تھے، بلکہ انہیں آگ میں جلا دیتے تھے۔ یہی بات ہندوؤں کی معروف پوتھی۔ یجر وید میں بھی درج ہے، جس کا حوالہ مذکور ہوا۔

۲۔ عمرو بن ہند (عرب کا ایک بادشاہ) کا بھائی جب بنو تمیم کے ہاتھوں قتل ہوا تو اس نے سو آدمیوں کے قتل کی منت مانی اور بنو تمیم پر حملہ کر دیا۔ سب لوگ شہر سے بھاگ گئے، لیکن ایک بڑھیا رہ گئی جو اپنی ضعیفی کے سبب چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھی، اس کا نام ہمراد تھا۔ اس ظالم شخص نے اس بڑھیا کو گرفتار کر کے آگ میں ڈلوا دیا۔

اسی طرح یہ ظالم لوگ عورتوں کے ساتھ یہ وحشیانہ رویہ رکھتے تھے کہ:

۳۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیا کرتے تھے۔(۲۵)

مذکورہ بالا ظلم و تشدد، قتل و غارت گری اور بے رحمی سے متعلق قوانین کے برعکس اسلام کی تعلیمات عورتوں، بچوں اور بوڑھوں و بزرگوں کے لئے یوں ہے، ملاحظہ ہو:

۱۔ غیر ضروری طور پر ظالمانہ طریقوں سے قتل کرنے اور دشمن کو اذیت دینے سے منع کیا گیا۔

۲۔ ان عام لوگوں، عورتوں، بچوں، خادموں اور غلاموں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے جو شریکِ جنگ نہیں۔ اندھوں، راہبوں، گوشہ نشین فقیروں، ضعیفوں اور ان لوگوں کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں جو جسمانی لحاظ سے کمزور ہوں اور معذور بھی۔(۲۶)

خلیفۂ اوّل جانشین سید عالم حضرت محمد ﷺ، یارِ غار، رفیقِ خاص حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب شام پر فوج کشی کا ارادہ کیا تو فوجوں کو محاذِ جنگ پر رخصت کرتے وقت سپہ سالار لشکر اسلام کو یہ ہدایت بطور خاص فرمائی کہ:

وانی مومیک بعشر خلال لا تقتل امرأةً، ولا جیاً، ولا کبیراً، ولا تقطع شجراً، مثمراً، ولا تخربنّ مامر اوّل تعقرن شاة ولا بعیراً، الا لما کله ولا تفرقن نخلاً، ولا تحرقنه ولا تغلل ولا تجبن.(۲۷)

میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، آبادیوں کو ویران نہ کرنا، بکری اور اونٹ کو کھانے کے سوا بیکار ذبح نہ کرنا نخلستان کو نہ جلانا، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور نامردی نہ دکھانا۔

سنن ابی داؤد کتاب الجهاد، باب فی دعاء المشرکین میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث کریمہ

درج ہے کہ:

لا تقتلو شیخاً فانیاً و لا طفلاً و لا صغیراً و لا امراۃً. (۲۸)

بوڑھوں، بچوں، کم عمروں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔

یہ تمام فرامین واحکامات اس بات پر دال ہیں کہ اسلام نے بوڑھوں، ضعیفوں اور کمزوروں کے حقوق پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا ہے، بلکہ پوری تفصیل سے مرد، چھوٹے بڑے، اعزہ و اقارب، احباب، پڑوسی، عورت، بچے، نوعمر، نوجوان، شیر خوار، حیوانات ونباتات تک کے حقوق متعین کر دیئے ہیں، ان حقوق میں الفت ومحبت، ہمدردی وغمگساری، حفظِ مراتب اور ہر قسم کی جسمانی ومالی امداد ودستگیری شامل ہے۔

مسلم شریف میں کتاب البر و الصلۃ و آداب میں یہ حدیث کریمہ موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

وہ ذلیل وخوار ہے، وہ ذلیل وخوار ہے۔ حاضرین نے پوچھا، کون یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا اور جنت حاصل نہ کر سکا۔ (۲۹)

اس حدیث میں دو باتیں مذکور ہیں۔ اوّل تو ماں باپ کی عظمت، دوم بوڑھے وبزرگ کی تکریم۔ تعظیم بزرگان پر دینِ اسلام میں جو خوشخبری ہے وہ کسی مذہب میں نہیں اور تکریمِ بزرگان نہ کرنے پر جو وعید اسلام میں ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں۔ یہی بات اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے کہ اس دین میں ہر ایک کے حقوق حفظِ مراتب متعین ہیں۔

کتاب الخراج میں درج ہے کہ:

''ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو ایک شخص کے دروازے پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا۔ بھیک کیوں مانگ رہے ہو۔ اس نے کہا کہ جزیہ ادا کرنے اور اپنی ضرورت کے لئے۔ حضرت عمرؓ اس یہودی بوڑھے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اپنے پاس سے اس کی امداد کی اور بیت المال کے مہتمم کو لکھ بھیجا کہ ایسے نادار ذمیوں کو نگاہ میں رکھو، خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے کہ ان کی جوانی سے تو ہم فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں انہیں چھوڑ دیں۔ صدقات فقراء ومساکین کا حق ہیں، فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہلِ کتاب مساکین ہیں۔ ان سب کا جزیہ آئندہ معاف کر دیا جائے۔ (۳۰)

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے اس عمل سے درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں کہ:

۱۔ بوڑھا ہر لحاظ سے قابلِ تکریم وتعظیم ہے، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، ذمی ہو، مستاٴمن ہو یا حربی۔

۲۔ بھیک مانگنا بہر صورت ناجائز اور غیر شرعی عمل ہے، خواہ یہ کام غیر مسلم ہی کیوں نہ کرے۔

۳۔ ضعیفوں، بوڑھوں اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں اور حاجتیں پوری کرنا حکومت کا کام ہے اور اس کے لئے بیت المال اور زکوٰۃ کا نظام اسلام نے وضع کیا۔

۴۔ ضعیفوں کو وظیفہ، روزگار فراہم کرنا ریاست کی ذمے داری ہے۔

۵۔ ذمی، غیر مسلم کی حاجت پوری کرنے کی ذمے داری ریاست کی ہے۔

۶۔ ذمی، مسلم و غیر مسلم ریاست کے برابر کے شہری ہیں اور مساوی حقوق کے حامل ہیں۔

۷۔ حضرت عمرؓ کا عمل حضور ﷺ کے فرمان کے عین مطابق تھا۔

اسی طرح طبقات ابن سعد، ص ۲۷۰/۵ پر درج ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ عدی ابن ارطاۃ کو لکھا کہ ذمیوں کے ساتھ نرمی کیا کرو، اگر ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو جائے اور وہ نادار ہو تو اس کی کفالت کیا کرو یا اگر اس کا کوئی رشتے دار موجود ہو تو اس کو اس کی کفالت کا حکم دو جس طرح جب تمہارا غلام بوڑھا ہو جائے تو یا اس کو آزاد کرنا پڑے گا یا عمر بھر اسے کھلانا پڑھے گا۔(۳۱)

سن ۱۳ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے عراق کے علاقے حیرہ کے عیسائیوں سے خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حکم سے جو معاہدہ کیا تھا، اس میں درج ہے کہ:

> ’’میں نے انہیں یہ سہولت دی ہے کہ ان میں سے کام سے معذور ہو جانے والے عمر رسیدہ لوگ، مریض یا مصیبت زدہ افراد اور ماضی میں مالدار رہنے والے ایسے غریب جنہیں ان کے ہم مذہب خیرات دینے لگیں، جزیہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں گے اور ان کے ذاتی مصارف اور اہل و عیال کے اخراجات مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کئے جائیں گے۔‘‘(۳۲)

مذکورہ بالا سیاق و سباق اس بات پر دال ہیں کہ ضعیف، بوڑھے اور نادار و کمزوروں کو اسلام میں تنہا نہیں چھوڑا گیا۔(جیسا کہ اہل یورپ اپنے ماں باپ کو بوڑھا ہونے پر اولڈ ہاؤسز کی راہ دکھاتے ہیں) بلکہ مسلمانوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ ان کی کفالت کے لئے ادارہ بنالو، فنڈ قائم کرو، ان کے روزگار اور دال دلیہ کا بندوبست کرو، مگر افسوس کہ ہمارے یہاں اسلامی جمہوریہ میں سرکار اور سرکاری اہلکار ضعیفوں اور بوڑھوں کے نام پر کروڑوں روپے کھا جاتے ہیں مگر چند روپے ان ضرورت مندوں کو نہیں دیتے، اس کی حالیہ مثال شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب عضب کی ہے جہاں سخت گرمی میں بوڑھوں، ضعیفوں، خواتین، بچوں نے رمضان کے مہینے میں روزہ رکھ کر ۳۰ میل پیدل سفر کر کے ہجرت کی لیکن دس دن تک ان کا کوئی پُرسان حال رہا، کیا یہی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت ہے۔کہاں ہے وہ بیت المال جہاں ہزاروں نہیں کروڑوں روپے، اِدھر سے اُدھر ہو جاتے ہیں، کیوں؟ یہ ادارہ تو غریبوں ضعیفوں کی کفالت کے لئے قائم کیا گیا تھا۔زکوٰۃ

وہ اربوں روپے کہاں ہیں، جو یکم رمضان کو بینک اکاؤنٹ ہولڈرز سے جبری وصول کئے گئے ہیں؟ یقیناً یہ رقم سال بھر ایئر کنڈیشن میں بیٹھے افسروں کی کرپشن کی نذر ہوگی اور برائے نام غریبوں پر چھینٹا ڈالا جائے گا، جیسا کہ اربوں روپے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی نذر ہو گئے لیکن غریبوں، بوڑھوں، عورتوں کی لائن اسی طرح طویل لگی ہوئی ہے۔ اس میں کمی کیوں نہیں واقع ہوئی؟ یہ رقم کہا جاتی ہے؟ یہ سوال نا قابلِ جواب ہے۔ جب تک ہم اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اصولوں پر کاربند نہیں ہوں گے، بوڑھے تو بوڑھے ہم جوانوں کو نہ تو روزگار فراہم کر سکیں گے اور نہ ہی ان کی کوئی اور مدد کر سکیں گے۔ ہمیں اپنا ایمان درست کرنا ہوگا اور شریعت کا عامل بننا ہوگا، تب ہی معاشرے میں سدھار آئے گا اور ہمارے بوڑھے، بزرگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں گے۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ پارہ:۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۷۰

۲۔ بریلوی، احمد رضا، امام۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت مذکور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاٹ نمبر ۱۶۳، لاہور (س۔ن)

۳۔ دریابادی، عبدالماجد۔ تفسیر ماجدی، پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، حاشیہ نمبر ۱۰۲، لاٹ نمبر ۶۶، تاج کمپنی لاہور، (س۔ن)

۴۔ پارہ:۳، سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۹۔

۵۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت مذکور.

۶۔ پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران، آیت:۶۷۔

۷۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت مذکور.

۸۔ پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت:۲۔

۹۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت مذکور.

۱۰۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت:۱۳۔

۱۱۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت مذکور.

۱۲۔ کاندھلوی، محمد زکریا، حجۃ الوداع و عمرات النبی ﷺ۔ مطبوعہ معہد الخلیل الاسلامی، کراچی۔ (س۔ن) ص/۱۷۔۱۸، نیز دیکھئے: زرقانی۔ شرح مواھب اللدینہ، جلد سوم، ص/۱۰۵۔

۱۳۔ متاردانش۔ خطبۂ حجۃ الوداع۔ صدیقی ٹرسٹ، سلسلۂ اشاعت (۹۲۵)، (س۔ن)

۱۴۔ میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ، طاہر القادری، ڈاکٹر۔ منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ ۲۰۰۸ء۔ ص/۱۳۸۔

۱۵۔ ابوداؤد، سلیمان اشعث السجستانی۔ السنن، جلد سوم، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی۔ ص/۵۲۔

۱۶۔ پارہ:۱۵،سورۃ بنی اسرائیل،آیت:۲۳۔۲۴۔

۱۷۔ کنزالایمان فی ترجمة القرآن من تحت آیت مذکور.

۱۸۔ تفسیرِ ماجدی، پارہ:۱۵،سورۃ بنی اسرائیل،آیت ۲۳،حاشیہ نمبر ۲۵۔

۱۹۔ یجروید۔ادھیا:۱۳،منتر۱۲ودیانند بھاش۔

۲۰۔ ایضاً،منتر:۱۳۔

۲۱۔ غلام رسول، چوہدری۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ۔علمی کتاب خانہ،لاہور،۱۹۹۸ء۔ص ۱۱۸۔

۲۲۔ استثناء۔باب:۲،آیات ۱۳ تا ۱۵۔

۲۳۔ یشوع۔باب:۱۱،آیات ۱۰ تا ۱۵۔باب ۱۶،آیت:۲۱۔

۲۴۔ سموئیل۔باب:۱۵،آیات ۳ تا ۵۔

۲۵۔ شبلی نعمانی۔سیرت النبی ﷺ۔مکتبہ مدینہ،۱۹۸۸ء،جلد اوّل ص ۳۲۹۔

۲۶۔ نوراحمد۔مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے۔فیروزسنز،کراچی،۱۹۷۱ء،ص ۱۱۷۔

۲۷۔ ندوی،شاہ معین الدین احمد،مکتبہ عارفین،کراچی،ص ۱۹۳۔

۲۸۔ ایضاً،ص ۱۹۲۔

۲۹۔ ایضاً،ص ۹۰۔

۳۰۔ ایضاً،ص ۲۱۲،۲۱۳،بحوالہ کتاب الخراج،الامام ابویوسف،ص ۱۴۴۔

۳۱۔ ایضاً۔۲۱۵۔

۳۲۔ القرضاوی، یوسف،غیر مسلموں کے حقوق وفرائض،اسلامی معاشرے میں۔ادارہ تحقیقاتِ اسلامی،اسلام آباد،۲۰۱۱ء،ص ۱۹، بحوالہ براویت ابویوسف،کتاب الخراج،ص ۱۴۴۔

☆☆☆

کتابیات

۱۔ القرآن الکریم۔

۲۔ ابوداؤد،سلیمان بن اشعث السجستانی،ایچ۔ایم۔سعید کمپنی،کراچی۔(س۔ن)

۳۔ بریلوی،احمد رضا امام۔ کنز الایمان فی ترجمعة القرآن۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاٹ نمبر ۱۶۳،لاہور۔(س۔ن)

۴۔ دریابادی،عبدالماجد۔تفسیر ماجدی۔تاج کمپنی،لاہور،لاٹ نمبر ۶۶،(س۔ن)

۵۔ مرادآبادی،نعیم الدین،مولانا۔خزائن العرفان حاشیه علیٰ کنز الایمان فی ترجمة القرآن۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاٹ نمبر ۱۶۳،لاہور،(س۔ن)

۶۔ زرقانی،محمد بن عبدالباقی۔شرح مواحب اللدینه، المطبعة الازهریه. القاهرة.(س۔ن)

۷۔ صابر دانش، خطبہ حجۃ الوداع۔صدیقی ٹرسٹ، سلسلہ نمبر (۹۶۵)، (س۔ن)

۸۔ کاندھلوی، محمد زکریا۔ حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ، مطبع معہد الخلیل الاسلامی، کراچی۔ (س۔ن)

۹۔ طاہر القادری، ڈاکٹر۔ میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ۔منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء۔

۱۰۔ چوہدری، غلام رسول۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ۔علمی کتاب خانہ، لاہور۔۱۹۸۸ء۔ص ۱۱۸/۔

۱۱۔ کتاب تقدس، پرانا اور نیا عہد نامہ۔ پاکستان بائبل سوسائٹی۔لاہور۔۱۹۸۰ء (ریوائزڈ ایڈیشن ۱۹۹۳ء)۔

۱۲۔ شبلی نعمانی۔ سیرت النبی ﷺ۔مکتبہ مدینہ، ۱۹۸۸ء۔

۱۳۔ نور احمد۔ مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے۔فیروز سنز، کراچی۔۱۹۷۱ء۔

۱۴۔ ندوی، شاہ معین الدین احمد، مکتبہ عارفین، کراچی۔

۱۵۔ القرضاوی، یوسف۔غیر مسلموں کے حقوق وفرائض، اسلامی معاشرے میں۔ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

☆☆☆